در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۰۹ — جلد نمبر ۱۰

۱ — ۱۵ مئی ۱۹۹۷ء — محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرا کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا۔

ضروری اعلان برائے قارئین کرام

وہ تمام حضرات جنہوں نے گذشتہ سال سالانہ چندہ برائے "الحسن" پندرہ روزہ ادا کر کے ممبر شپ حاصل کی تھی امسال بھی حسب سابق اپنا زر اعانت ادا فرما کے سال رواں میں رسالے کی خریداری کو یقینی بنائیں۔

شکریہ

منی آرڈر بھجوانے کا پتہ

سید غلام الحسنین قادری گیلانی

"الحسن" (پندرہ روزہ)

شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی

۱۳۷۱ کوچہ آقا پیر جان رحمۃ اللہ علیہ یکہ توت پشاور شہر۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	اقبال ریاض	۳
۲	تبرکات (نعت)	اعلیحضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی	۵
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۶
۴	انوار علی کرم اللہ وجہہ الکریم	مدیر اعلیٰ	۹
۵	تجلّیاتِ غوثیہ	مدیر اعلیٰ	۱۱
۶	امامِ حسین علیہ السلام (منقبت)	سیّد پیر حسین شاہ حیدری قلندری	۱۲
۷	قطب الاولیا حضرت میاں میر قادریؒ	نیک محمد قادری	۱۳
۸	علم الحدیث میں عورتوں کا حصّہ	ڈاکٹر اُم سلمیٰ گیلانی	۱۹
۹	استفتاء مع الجواب	مفتی خلیل الرحمٰن نقشبندی	۲۳

شذرہ

محرم الحرام، اتحاد اور یکجہتی کی ضرورت

اقبال ریاض

محرم الحرام کا مہینہ آتے ہی نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے ۷۲ جانثاروں کی وہ عظیم قربانی یاد آجاتی ہے۔ جو میدان کربلا میں انہوں نے حق کی حمایت میں پیش کی تھی۔ شہید اعظم کی یہ قربانی کسی اقتدار کے لیے نہیں تھی اور نہ ہی اس کا تعلق کسی ایک فرقے جماعت قبیلے حمایت یا علاقے سے تھا۔ بلکہ نیکی سچائی اور انسانی اقدار کے تحفظ کے علاوہ اللہ کے دین کی سربلندی اور تحفظ اس کا مقصد تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام چاہتے تو اقتدار کے علاوہ دنیا کی ہر نعمت کو آپکے قدموں میں ڈھیر کیا جاسکتا تھا۔ لیکن آپ علیہ سلام نے اللہ کی خوشنودی اور دین کی سربلندی کو ہر چیز پر مقدم سمجھا۔ اور ہر مصیبت ہر دکھ ہر ابتلا اور ہر ظلم کو مشیت ایزدی جان کر قبول کیا۔ مگر باطل کے روبرو سر نہیں جھکایا۔

خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عظیم قربانی اسلام کے ان نام لیواؤں کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ جو میدان کربلا میں اس شہادت عظمیٰ کے مقاصد کو مشعل راہ بنانے کی بجائے انہیں فراموش کرتے جارہے ہیں۔ اور دین حق کے اعلیٰ مقاصد اور اصولوں پر عملدرآمد کی بجائے علاقائیت صوبائیت اور فرقہ واریت کے چنگل میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ شہید کربلا حضرت امام حسین علیہ سلام کی عظیم شہادت اس امر کی متقضی ہے کہ ہم اس سے سبق سیکھیں۔ اور نواسہ رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصولوں کو مشعل راہ بنائیں۔ جبکہ اس سے گریز نے ہمارے لیے مشکلات اور مصائب کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ اور ہم ایک خدا ایک رسول صلی علیہ وآلہ وسلم ایک قرآن اور ایک ہی دین کے پیروکار ہوتے ہوئے بھی مختلف دھڑوں قبیلوں گروہوں فرقوں ذاتوں برداریوں میں منقسم ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور ہم میں ایثار اور دین سے محبت کا وہ جذبہ بھی مفقود ہو چکا ہے جس نے ماضی میں ہمیں ایک باوقار قوم کی حیثیت بخش دی تھی یہ صورت حال ارباب حکومت کے علاوہ ممتاز علما دین مشائخ عظام اور دین اللہ سے محبت رکھنے والے حضرات سے اس

امر کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ ہر قسم کے اختلاف اور دوری کو ختم کر دیں۔ اور عوام کو اجتماعی طور پر نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت عظمیٰ کے مقاصد اور نصب العین سے آگاہ کرتے ہوتے ان میں اتحاد اور یکجہتی بنانے کی کوشش کریں۔ تاکہ دین حق کے خلاف اغیار کی سازشوں کی موثر طور پر روک تھام ممکن ہو سکے۔

بقیّہ: تفسیر القرآن الحسنیّہ

روائی ہوتی تھی"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت رکھنے والے بزرگان کرام کے وسیلے سے بھی جو دعا مانگی جائے اللہ تعالیٰ اُسکو قبول فرماتا ہے اور رد نہیں فرماتا جیسا کہ مشکوٰۃ (۳) کی حدیث ہے کہ جس وقت سیّدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا تو انہوں نے تمام مدینہ مبارک کے باسیوں کو میدان میں جمع کر کے منبر پر جناب سیّدنا عباس بن عبد المطّلب کو بٹھایا اور ان الفاظ سے دعا کی

اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا

"اے اللہ تعالیٰ میں تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا مبارک کو وسیلہ بناتا ہوں"

اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور خوب بارش برسی اس طرح قحط دور ہو گیا نیز آج تک اللہ تعالیٰ کے نیک لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ مصیبتوں کے وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد سے دعائیں کرواتے ہیں اور اسکے وسیلے سے اللہ ان پر رحم فرماتا ہے۔

(جاری ہے)

---

(۱) امام المفسّرین آلوسی ج ۱ ص ۲۸۹

(۲) خزائن العرفان حاشیہ بر کنز الایمان پ ۱ ص ۲۵ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

(۳) مشکوٰۃ المصابیح باب الاستسقاء ص ۱۳۲

تبرکات

اعلیٰ حضرت شاہ محمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجے نگاہ
جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھنتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (۸۹) بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (۹۰)

ترجمہ:- اور جب انکے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے کتاب (قرآن حمید) آئی (ایسی کتاب) جو کہ تصدیق کرنے والی ہے اس کتاب (تورات) کی جو انکے پاس (پہلے سے) تھی واقعہ یہ ہے کہ (بنی اسرائیل) اس (صاحب کتاب) کے وجود مبارک کے وسیلے سے (میدان جنگ میں) اپنے مخالف کافروں پر فتح حاصل کرنے کی دعائیں کیا کرتے تھے پس جب وہ (پیغمبر) بہ نفس نفیس رونق افروز ہو گئے جنکو وہ خوب اچھی طرح جانتے پہچانتے تھے تو انکا انکار کر دیا پس ان لوگوں پر اللہ کی پھٹکار ہو جنہوں نے (اس نبی برحق کا) کا انکار کیا، (۸۹)

بہت ہی بری ہے وہ چیز جو انہوں نے اپنے لئے خریدی یہ کہ انہوں نے (از روئے بغاوت) انکار کیا اس چیز کا جو اللہ تعالیٰ نے اتاری (یاد رکھو) یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل (خاص) سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے (وحی) نازل فرمائے پھر وہ بنی اسرائیل اس انکار کی وجہ سے غضب در غضب میں گھر گئے اور کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے (۹۰)

حل لغت:- كَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ فتح طلب کرتے تھے غلبہ حاصل کرنے کی دعائیں کرتے تھے، جمع مذکر غائب فعل مضارع کا صیغہ ہے کَانَ آنے سے یہ ماضی استمراری کا معنی دیتا ہے اسکا ثلاثی مجرد فَتَحَ ہے جب یہ باب استفعال میں داخل ہو گیا تو باب استفعال کا خاصہ طلب کرنا ہے اب اسکے معنی

بیان کرنے کے یعنی ثلاثی مجرد کے غلط ہیں اور روح قرآنی کے خلاف ہیں لہٰذا استفتاح کے باب کے اعتبار سے اسکے معنی فتح طلب کرنے کے ہو گئے ہیں جیسے سَقْیٌ جسکے معنی ہیں پانی پلانا مگر جب اسکا ثلاثی مجرد باب اِسْتِسْقَاء میں داخل ہو جائے تو پھر اسکے معنی پانی طلب کرنا کے ہو جاتے ہیں فَافْهَمْ

بَغْیًا۔ یہاں پر تمیز واقع ہے لہٰذا اردو میں ازروئے لگانے سے تمیز واضح ہو جاتی ہے تو اسکے معنی ازروئے بغاوت کے ہو گئے بعض مفسرین نے اسکے معنی ضد، حسد اور جلن کے بھی کیے ہیں

بَآءُوْ۔ جمع مذکر غائب فعل ماضی کا صیغہ ہے گھر گئے، گرفتار ہو گئے کے معنی دیتا ہے

مُّهِیْنٌ۔ ذلت والا، رسوائی والا

تفسیر۔ چونکہ نبی آخر الزمان حضرت مُحَمَّدٌ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کا، وحی الٰہی کا اور اخلاق حمیدہ اور اوصاف جمیلہ کا ذکر خیر بنی اسرائیل اپنی وحی الٰہی کی کتابوں میں موجود پاتے تھے اور جب کبھی دشمنوں کے ساتھ برسرپیکار ہوتے تو انکے نبی برحق ہونے کے ناطے سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اُن کے وجود مبارک کا وسیلہ پیش کر کے فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے تو اللہ تعالیٰ ان نبی اسرائیل کو دشمنوں پر غلبہ اور فتح عطا فرما دیتا اب جبکہ سیدؐ المرسلین اِمامُ الانبیاء۔ جناب مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہ نفسِ نفیس خاتم النبیّین کا تاج پہن کر دنیائے انسانیت میں ہدایت کا پرچم بلند کر کے تشریف لے آئے تو باوجود ان تمام اوصافِ حسنہ کے جو وہ اپنی کتابوں میں موجود پاتے تھے انکار کر دیا اس سے زیادہ شقاوت اور بدنصیبی کیا ہو سکتی ہے کہ جن کے وسیلے سے دعائیں مانگتے تھے فتح و نصرت حاصل کرتے تھے انہی کا انکار کر دیا۔

حالانکہ یہ بات مشیّتِ ایزدی پر منحصر ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنا خاص فضل کرم فرما کر وحیٔ الٰہی سے سرفراز فرماتے اور اس دور میں اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے تاقیام قیامت نبی آخرُ الزّمان امام الاوّلین والآخرین۔ جناب احمدِ مجتبیٰ حضرت مُحَمَّدٌ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے اس خاص فضل و کرم سے جو کہ قرآن مجید فرقان حمید کی صورت میں اُترا منتخب فرمایا اب چونکہ بنی

اسرائیل کو مخاطب کر کے دعوتِ نبوتِ محمدیہ دی جارہی ہے لہذا انکے اس انکار پر فرمایا کہ چونکہ بنی اسرائیل جان بوجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی برحق ہونے کا انکار کر رہے ہیں لہذا ایک تو یہ اپنی وحی کی کتاب کو نہیں مانتے جسکی وجہ سے اُنکے وبال میں گرفتار ہوتے اور دوسرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو نہیں مانا لہذا دوسرے وبال میں گرفتار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی پر ناراضگی خریدلی اور مستوجبِ عذاب ٹھرے اس لئے فرمایا کہ جو پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت اور وحی الٰہی کو جان بوجھ کر نہیں جانتے ایسے کافروں کے لئے انتہائی ذلت ہے اور رُسوا کن عذاب ہے تقریباً" تمام مُفسّرین کرام نے اپنی اپنی تفاسیر میں اس دعا کے الفاظ نقل فرماتے ہیں جو کہ حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے بنی اسرائیل فتح طلب کرنے کے لئے مانگا کرتے تھے یہاں پر ہم تقویتِ ایمان کے لئے دو کتابوں سے وہ دعا نقل کرتے ہیں۔

صاحب رُوحُ المعانی (۱) اِس دعا کے الفاظ یوں نقل کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِحَقِّ نَبِیِّکَ الَّذِیْ وَعَدْتَنَا اَنْ تَبْعَثَہٗ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ اَنْ تَنْصُرَنَا الْیَوْمَ عَلیٰ عَدُوِّنَا فَلَیُنْصَرُوْنَ۔

ترجمہ:- "اے اللہ ہم تجھے تیرے اس نبی کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں جسکی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے آج ہمیں اپنے دشمنوں پر فتح دے تو حضور پر نور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صدقے اللہ تعالیٰ اُنہیں فتح دیتا"

حضرت علاّمہ اِمامُ المفسّرین صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (۲) اس دعا کے الفاظ یوں تحریر فرماتے ہیں

"اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔

ترجمہ:- "یارب ہمیں نبی امی کے صدقہ میں فتح و نصرت عطا فرما"

نیز صدر الافاضل نے یہاں پر نہایت لطیف نکتہ ارشاد فرمایا ہے فرماتے ہیں۔

"اس سے معلوم ہوا کہ مقبولان حق کے وسیلے سے دعا قبول ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے قبل جہان میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وسیلے سے خلق کی حاجت

(باقی صفحہ پر ملاحظہ ہو)

گذشتہ سے پیوستہ

انوار علی کرّم اللہ وجہہ الکریم

مدیر اعلیٰ

تشریح:- ارشاد ہے۔ "سو عرض کرتا السلام علیک یا نبی اللہ"۔ یعنی اندر آنے کی اجازت چاہتا ارشاد ہے "اگر گلا صاف فرماتے تو میں اپنے گھر واپس چلا جاتا" یعنی میں سمجھ جاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مصروف ہیں تو میں واپس ہو جاتا ارشاد ہے "اور اگر گلا صاف نہ فرماتے تو میں اندر چلا جاتا" یعنی سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتا مولانا مولوی محمد ابوالحسن صاحب تحریر فرماتے ہیں" یہ مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کو حاصل نہ تھا اس لیئے کہ وہ بہت قریب ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر سے اخوۃ اور مصاحبت رکھتے تھے بہ سبب نسبت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے"

حدیث ۱۱۹ / ۶:-

انبانا احمد بن شعیب قال اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنی ابو المساور قال حدثنا عوف عن عبداللہ بن عمرو بن ھند الجملی عن علی قال علی کنت اذا اسئلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدانی۔

ترجمہ:- علی (المرتضیٰ) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جس وقت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی چیز مانگتا تھا تو مجھے عطا فرماتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تو مجھے بن مانگے عطا فرماتے

حدیث ۱۲۰ / ۷:-

انبا احمد بن شعیب قال اخبرنا محمد بن المثنیٰ قال حدثنا ابو مغویہ قال حدثنی الاعمش عن عمرو بن مرۃ عن ابی البختری عن علی قال کنت اذا اسئلت واذا سکت ابتدیت۔

ترجمہ:- (جناب) علی (المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب میں کچھ مانگتا تھا تو مرحمت فرماتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تو مجھے بن مانگے مرحمت فرماتے

تشریح:۔ ارشاد ہے "جب میں کچھ مانگتا تھا تو مرحمت فرماتے تھے" یعنی جس وقت بھی میں جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طلب کرتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرحمت فرماتے

حدیث ۱۲۱ / ۸:۔

اخبرنی احمد بن شعیب قال اخبرنا یوسف بن سعید حدثنا حجاج عن ابن جریج قال حدثنا ابو حرب عن ابی الاسود و رجل آخر عن زاذن قال قال علی کنت واللہ اذا سئلت اعطیت واذا سکت ابتدیت

ترجمہ:۔ زاذان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ (جناب) علی (المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا۔ مجھے خداوند تعالیٰ کی قسم جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرماتے اور جب میں خاموش رہتا تو بن مانگے عطا ہوتا۔

قال ابو عبدالرحمن ابن جریج لم یسمع من ابی حرب

تشریح:۔ " اس اثر کے اسناد صحیح ہیں اس کے رجال ثقات ہیں ابن جریج کا سماع ابی حرب سے واضح ہے لہذا اس پر جو تدلیس کی تہمت ہے وہ رفع ہو گئی حافظ نے نسائی کی روایت سے التہذیب ج ۱۲ صفحہ ۷۰ میں جو یہ نقل کیا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ ابن جریج نے ابی حرب سے سماع کیا ہے تو یہ قول حافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تشدد پر مبنی ہے حالانکہ ابن جریج امام ہے ثقہ ہے سوائے تدلیس کے اس میں کوئی عیب نہیں بتایا گیا اور جب تدلیس سماع کے ساتھ واضح ہو جاتے تو پھر قبول کی جاتی ہے اور تحقیق میرے سامنے جو خصائص کے تین نسخے ہیں ان میں ابی حرب سے سماع واضح ہے اور اسی طرح "زوائد فضائل الصحابہ" میں القطیعی نے روایت نقل کی ہے پس کسی بھی تردد کی گنجائش نہیں ہے کہ ابی حرب سے سماع ثابت نہ ہو" (احمد میرین البلوشی : خصائص امیر المومنین صفحہ ۱۲۴) (جاری ہے)

(بقیہ، تجلیاتِ غوثیہ)

شیخ یحییٰ) کی صحبت سے مستفید ہوتا تھا۔ چنانچہ ذکر قلب اور طریقہ حسنیؒ اور بعض وہ مقامات جو کہ ضمن میں ضروری تھے آپ ہی کی صحبت سے حاصل ہوتے نیز طریقہ۔ نقشبندیہ کی اجازت بھی فرمائی۔

(جاری ہے)

تجلّیاتِ غوثیّہ

(مدیر اعلیٰ الحسن)

ہر چند کہ اس گناہ گار کو اس نہایت ہی اہم کام کی لیاقت نہ تھی مگر والد مرحوم کے حکم سے عذر یا سرتابی نہیں کر سکتا تھا اور جو بات ہونی چاہیے تھی وہ میں اپنے میں نہ پاتا تھا اور اس مقام اعلیٰ پر جو کہ چاہیے تھا میں نہیں پہنچا تھا۔ اس چھ برس کے بعد میرے قبلہ گاہی (والد گرامی) بروز جمعہ ۲۱ ذیقعد ۱۱۱۵ھ رحلت فرما گئے اور فقیر کو خرقہ کی اجازت مرحمت فرمائی اور وصیت فرمائی کہ فقراء و مساکین اور ہر وارد و صادر کی خدمت کرتے رہنا اور مخلوق سے کسی قسم کی حاجت اور طمع کی خواہش نہ رکھنا اور دولت مندوں کی طرف رجوع نہ کرنا اور جو کہا گیا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ عطاء فرماتے اسی پر قانع رہنا۔ اس کے بعد چونکہ اس فقیر کو فقراء کی صحبت کا بڑا شوق تھا اور اللہ تعالیٰ کی راہ کی شدید طلب تھی لہذا پشاور میں میرے ایک دوست حافظ عبدالغفور نقشبندی کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب اثر تھے اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اگرچہ ان کی صحبت مفید تھی مگر میری تسلی نہیں ہوتی تھی تو حافظ صاحب نے بتایا کہ موضع اٹک میں شیخ یحییٰ نامی صاحب کمال بزرگ ہیں اُن کے پاس جائیں۔ پشاور

سے روانہ ہو کر ان کی خدمت میں پہنچا اُنہوں نے بڑی مہربانی فرمائی ان کی صحبت میں چند دن گزارے۔ ذکر قلبی ان کی صحبت میں غالب رہا۔ آپ حَبسِ نفس۔ بہت کرتے تھے چنانچہ مکمل رات ایک یا دو سانس میں گزار دیتے پرہیز گاری اور ریاضت میں ممتاز تھے اور غیر حق سے مکمل طور پر اعراض کئے ہوتے تھے چنانچہ مٹی و سونا اور بادشاہ فقیر ان کی نظر میں ایک تھے۔ ایک لمحہ بھی یاد حق سے غافل نہ ہوتے اور آپ کی مجلس میں کسی ایک کو بھی بات کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی جو بھی آتا بلا اختیار خاموش ہی رہتا۔ ہر وقت یاد حق کی طرف توجہ رہتی اور خوارق اکثر آپ سے ظہور پزیر ہوتے۔ چارپائی پر کبھی نہیں سوتے اور نہ ہی تکیہ سر کے نیچے رکھا اور عشاء کے وضوء سے صبح کی نماز ادا کرتے اور جس جگہ جانا ہوتا پیدل ہی سفر کرتے۔ آپ کے مرشد لاہور میں رہتے تھے ان کی زیارت کے لئے پیدل سفر کرتے اور یہ چودہ دن کا سفر تھا مگر آپ تین یا چار دن میں طے کرتے۔ یہ فقیر اُن (حضرت شیخ

(بقیہ [illegible])

امام حسین علیہ السلام

سید پیر چن شاہ حسینی شیر ابرار قلندرؒ

حسینؑ ابن علیؑ محشر میں آقا بن کے نکلیں گے
براتی سب شہید ہونگے وہ دولھا بن کے نکلیں گے

وہ منظر کیا نرالا ہو گا محشر میں شہیدوں کا
جب اس ماہِ مُبیںؑ کے گرد ہالہ بن کے نکلیں گے

امامؑ دو جہاں ہاتھوں پہ لے کر ننھے اصغرؑ کو
قیامت میں قیامت کا نمونہ بن کے نکلیں گے

میسّر تھا نہ جن کو کربلا میں بوند پانی تک
قیامت میں وہی رحمت کا دریا بن کے نکلیں گے

کرینگے یاد عاصی حشر میں شبیرؑ کو جس دم
تو حضرتؑ درد عصیاں کا مُداوا بن کے نکلیں گے

بن آئیگی گنہگاروں کی چن شاہ پھر تو محشر میں
شفیع عاصیاں جب میرے مولاؑ بن کے نکلیں گے

گذشتہ سے پیوستہ

قطب الاولیا حضرت میاں میر قادری

نیک محمد قادری

سماع اے برادر بگویم کہ چیست

اگر مستمع را بدانم کہ کیست

گر از اوج مرغ پرد طیر او

فرشتہ فرو ماند از سیر او

دگر مرد لہو است و بازی و لاغ

فزوں تر شود دیوش اندر دماغ

اس طرح حضرت میاں میر قادری کے سارے اصحاب سماع سنتے تھے لیکن وجد و رقص نہیں کیا کرتے تھے۔

وصال :-

قطب الاقطاب، غوث الآفاق، قطب الاولیاء، حضرت محمد میر المعروف میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ نے سرھند شریف سے دوبارہ لاہور تشریف لانے کے بعد تقریباً (۶۰) ساٹھ سال تک لاہور میں قیام فرمایا۔

شہزادہ محمد دار الشکوہ قادری "سکینۃ الاولیاء" صفحہ نمبر ۷۷ پر لکھتے ہیں

"۷ ا ربیع الاول ۱۰۴۵ ھ کو منگل کے روز ایک پہر گزرے محلہ خوانی پورہ (باغبانپورہ) میں حجرے کے اندر جو آپ کے رہنے کا مقام تھا مرغ روح وجودی قید کے پنجرے سے خلاصی پاکر عالم لاہوتی یعنی اصلی وطن کی طرف پرواز کر گیا"۔ وفات کے وقت حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ایک سو سات سال سے زیادہ تھی۔

قاضی جاوید "پنجاب کے صوفی دانشور" صفحہ نمبر ۱۹۹ پر لکھتے ہیں

"میاں محمد میر قادری لگ بھگ ساٹھ برس لاہور میں علم و دانش اور رشد و ہدایت کی شمع جلاتے رہے آپ کا وصال ۱۰۴۵ھ میں ہوا مشہور ہے کہ وصال سے ایک روز پہلے شہر کا حاکم وزیر خان عیادت کے لئے آیا اور کہنے لگا کہ علاج کے لئے ایک طبیب حاذق ہمراہ لایا ہوں میاں میر قادری کا جواب یہ تھا کہ "میرے لئے حکیم مطلق ہی کافی ہے"۔

مقبرہ :-

حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے بعد شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر نے آپ کا ایک عالی شاہ مقبرہ تعمیر کیا اور انتہائی قیمتی پتھروں سے اسے مزین فرمایا اور اس مقبرہ کے اردگرد خوبصورت باغات تعمیر کروائے لیکن گردش ایام کے ساتھ ساتھ نہ وہ مقبرہ رہا اور نہ وہ باغات۔

مورخ لاہور جناب محمد دین کلیم قادری "تذکرہ مشائخ قادریہ" صفحہ نمبر ۳۵ پر لکھتے ہیں کہ

"رنجیت سنگھ نے اس مقبرہ کو بھی نیست و نابود کرنے کی ٹھانی اور خود گھوڑی لیلیٰ پر سوار ہو کر وہاں گیا تاکہ قیمتی سنگ مرمر اور دوسرے قیمتی پتھر وہاں سے اتروالے مگر گھوڑی کو ٹھوکر لگی اور وہ اوندھے منہ گر پڑا اور اس طرح یہ مقبرہ پوری طرح ویران ہونے سے بچ گیا موضع ہاشم پور کو دارالشکوہ نے اس لئے برباد کر دیا کہ اس قصبہ کے جاٹ حضرت میاں میر کے فقراء سے جھگڑتے رہتے تھے اور ان کے مال مویشی وغیرہ چھین کر لے جاتے تھے اور باقی تمام بستیاں غیاث پورہ، دارا پورہ، عالم گنج اور جنت پورہ وغیرہ بحکم انگریزی سرکار اٹھا دیئے گئے تاکہ میاں میر چھاؤنی بن سکے"۔

خلفاء :-

حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے خلفاء تھے لیکن جن کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حاجی نعمت اللہ سرہندی ۲۔ حضرت ملا شاہ بدخشی ۳۔ میاں نتھا قادری ۴۔ ملا حامد گجر قادری ۵۔

ملا روحی قادری ۶، ملا خواجہ کلاں ۷، حاجی صالح کشمیری ۸، ملا عبد الغفور قادری ۹، شیخ اسماعیل ۱۰، حضرت ملا خواجہ بہاری ۱۱، شیخ محمد لاہوری ۱۲، شیخ احمد سنامی ۱۳، شیخ احمد دہلوی وغیرہ وغیرہ۔

شہزادہ محمد دار الشکوہ جو کہ شاہ جہاں بادشاہ کے چھوٹے فرزند تھے حضرت میاں میر قادری کے خلیفہ حضرت ملا شاہ بدخشی قادری کے مرید تھے۔

مصنفین کی نظر میں :-

مفتی غلام سرور لاہوری "خزینۃ الاصفیاء" صفحہ نمبر ۲۳۵ پر لکھتے ہیں

"آپ اپنے عہد کے امام طریقت اور واقف اسرار حقیقت تھے علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے روزگار اور اپنے زمانے میں ممتاز درجہ رکھتے تھے عابد شب زندہ دار تھے ساری ساری رات عبادت میں گزر جاتی تھی حبس دم کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی سانس میں صبح کر دیتے تھے۔ جب حالت استغراق زیادہ بڑھ جاتی تو ایک ایک ماہ کے بعد افطار کرتے تھے آپ سے بے شمار خوارق، کرامات صادر ہوئیں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اویسی تھے آپ کا اسم مبارک بے وضو نہ لیتے تھے"۔

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب "تذکرہ اولیائے پاک و ہند" صفحہ نمبر ۲۸۶ پر لکھتے ہیں کہ

"آپ تقوے، ورع، ترک و تجرید، تفرید، سیر و سلوک، فتوح، کشائش، اوضاع، افعال و اقوال اور اشغال میں ممتاز تھے۔ آپ شریعت، حقیقت اور طریقت سے آراستہ تھے آپ حقائق و معارف کی وہ باتیں بیان فرماتے جو پہلے نہیں سنی گئی تھیں آپ کل خوبیاں، توسل، استغراق، استغناء، فنا، وقت کی محافظت، احوال کا چھپانا، توحید و معارف، دلوں کو کھولنا، مریدوں پر مہربانی کرنا، امتیازی شان رکھتی تھیں"۔

شہزادہ محمد دار الشکوہ قادری "سفینۃ الاولیاء" صفحہ نمبر ۱۰۱ پر لکھتے ہیں

"حضرت میاں میر قادری زمانہ کے قطب اور پیشوا، امام طریقت، واقف اسرار

حقیقت، علوم ظاہر و باطنی میں یکتائے روزگار اور عارف کامل گزرے ہیں ظاہری اور باطنی حقیقت اور قابلیت میں اتنا بلند مقام تھا کہ بڑے سے بڑے فاضل شخص کو بھی آپ کے سامنے مجال سخن نہ ہوتی"۔

روحانی تصرفات:-

حضرت میاں میر قادری سے خوارق عادات انتہائی کثرت سے ظاہر ہوئیں۔ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک پوری کتاب بن جائیں۔ لیکن یہاں آپ کی چند ایک روحانی تصرفات کے واقعات بیان کرتا ہوں۔

مفتی غلام سرور قادری لاہوری "خزینۃ الاصفیاء" صفحہ نمبر ۲۴۰ پر لکھتے ہیں

"ایک شخص کی کنیز بہت سا مال لے کر جو ایک اور شخص کی امانت تھا فرار ہو گئی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب دعا ہوا فرمایا رنجیدہ نہ ہو کنیز تیرے گھر ہی میں ہے چنانچہ جب وہ گھر پہنچا تو کنیز کو موجود پایا۔ پوچھا! کہاں غائب ہو گئی تھی وہ کہنے لگی بہت دور بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک شخص نے بازو پکڑ کر مجھے ایک پل میں یہاں لا بٹھایا۔ حیران ہوں اتنے دور دراز فاصلے سے چشم زدن میں میں یہاں کیسے پہنچ گئی"۔

یہی صاحب صفحہ نمبر ۲۳۶ پر لکھتے ہیں

"ایک روز آپ دریائے راوی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مار سیاہ (کالا سانپ) آپ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور ایسی زبان میں گفتگو کی جسے اور کوئی سمجھ نہیں سکتا تھا پھر تین بار آپ کے گرد طواف کر کے لوٹ گیا حاضرین کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا سانپ یہ کہتا تھا کہ میں نے عہد باندھا تھا کہ جب آپ کو دیکھوں گا تو تین بار آپ کا طواف کروں گا میں نے اجازت دے دی اور وہ طواف کر کے چلا گیا"۔

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب "تذکرہ اولیائے پاک و ھند" صفحہ نمبر ۲۸۹ پر لکھتے ہیں

"ایک روز آپ نولکھ باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے خادم بھی ہمراہ تھے آپ نے خادم سے فرمایا کہ اس درخت سے پوچھ کہ کون سی تسبیح پڑھتا ہے جب اس سرس کے درخت سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ "یا نافع" پڑھتا ہوں"۔

* * *

کتابیات

۱) پنجاب کے صوفی دانشور از قاضی جاوید — ناشر! شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور ۱۹۷۹ء

۲) تحفۃ الابرار از نواب مرزا آفتاب بیگ
ناشر! مطبع رضوی۔ دہلی ۱۹۶۷ء

۳) سکینۃ الاولیاء از شہزادہ محمد دار الشکوہ قادری
ناشر! الفیصل۔ ناشران و تاجران کتب۔ لاہور ۱۹۸۶ء

۴) تذکرہ اولیائے پاک وہند از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
ناشر! الفیصل۔ ناشران و تاجران کتب۔ لاہور

۵) تذکرہ اولیائے پاکستان از عالم فقری۔
ناشر! شبیر برادرز۔ اردو بازار۔ لاہور ۱۹۸۷ء

۶) بزرگان لاہور از پیر غلام دستگیر نامی
ناشر! مکتبہ رحمانیہ۔ اردو بازار لاہور ۱۹۸۱ء

۷) سفینۃ الاولیاء از شہزادہ محمد دار الشکوہ قادری۔ مترجم! محمد علی لطفی
ناشر! نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی ۱۹۸۶ء

۸) خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور قادری لاہوری۔ مترجم! پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
ناشر! مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ۱۴۲۰ھ

۹) تاریخ پنجاب از سید محمد لطیف
ناشر! سنگ میل پبلیکیشنز اردو بازار لاہور

۱۰) حدیقۃ الاولیاء از مفتی غلام سرور لاہوری

ناشر! اسلامک بک فاؤنڈیشن ۔ لاہور

۱۱) تذکرہ مشائخ قادریہ از محمد دین کلیم قادری

ناشر! مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

قطعات فیض لدھیانوی (مرحوم مغفور)

حفاظت نظر

دُنیا کی سیر گاہ میں دِل کو بچا کے چل

ہر سمت بے حجاب حسینوں کا جال ہے
پروردگار نورِ بصیرت اگر نہ دے
اس دور میں نظر کی حفاظت محال ہے

غم روزی

دِل سے پوشیدہ خُدا کی شانِ رزّاقی رہی
واعظانِ دیں اگرچہ خوب سمجھاتے رہے
اس قدر روزی نہ کھائی ہو گی شاید عمر بھر
جس قدر ہم بے یقیں روزی کا غم کھاتے رہے

علم الحدیث میں عورتوں کا حصہ

ڈاکٹر اُم سلمیٰ گیلانی

اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی دین ہے۔ جسمیں عقل سلیم اور فہم لطیف کو ایک بنیادی مقام حاصل ہے۔ علاوہ ازیں جتنے بھی دنیاوی و دینی علوم ہیں۔ سب کے سب اپنی زبان اور اسکی تعلیم کی حفاظت کرنے اور ترویج واشاعت میں صرف اور صرف توہمات میں کلی طور سے بے یقینی کی نظر ہو گئے۔ جسکی روشن اور بین دلیل یہی ہے۔ کہ آج اُن داعیان کی کوئی کتاب یا انکے علمی نظریات اپنی زبان اور اصلی کتابت میں موجود نہیں۔ اور نہ ہی ان الہامی کتابوں کو یا علم و حکمت کی کتابوں کو ہم اس نقطہ۔ نظر سے پرکھ سکتے ہیں۔ جسمیں کسی قسم کی غلطی، سہو، سقم اور شکوک کا امکان موجود ہے۔ اگر آج ہم اس متمدن و مہذب علم و آگہی اور روشن خیالی کے دور میں پہلی دو باتوں کو پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو ہمیں اس ضمن میں سوائے مایوسی نا اُمیدی کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

وہ اکابرین کہ جنکے پیروکار ہر ملک میں پائے جاتے ہیں۔ جو علوم متداولہ میں مدعی فہم و فراست ہیں۔ اور انکے اتقاء و پاکیزگی کے گیت الاپے جاتے ہیں۔ جب ہم اُنکے کارہائے نمایاں کی تصدیق اور یقین کیساتھ تحقیق کرنا چاہیں۔ تو کسی کی بھی مصدقہ شکل نظر نہیں آتی۔ جیتنی کہ دنیائے عیسائیت جو دنیا کے بیشتر حصے پر انسانیت میں زیادہ آبادی رکھتے ہیں۔ اُن کے بانی حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے سلم اور زندہ ہونے کا یقین نہیں کر سکتے۔ اور انکی مصدقہ الہامی کتاب دُنیا کے سامنے پیش نہیں ہو سکتی۔ اور یہ ایک ایسی حقیقت ثابتہ ہے۔ کہ جسے کوئی ذی علم و ذی فہم نہیں جھٹلا سکتا۔ کسی بھی مقنن، مفکر، یا مذہبی رہنما کی زندگی اسقدر محتاط، مکمل یقین، تحقیق و تدقیق کے ساتھ صاحبان فکر و نظر کیلئے موجود نہیں جسقدر کہ داعی۔ اسلام کی زندگی محفوظ ترین طریقے سے علم و آگہی کی روشنی میں عالم انسانیت کے پاس موجود ہے۔ یہ امر قابل غور ہے۔ کہ اس انسان کامل کی زندگی کا ہر پہلو اسکے پیروؤں نے نہایت عمدہ، بہترین اور واضح انداز میں انسانیت عامہ کی رشد و ہدایت اور تعلیم و تعلم کیلئے محفوظ کر رکھا ہے۔ چنانچہ وہ کتاب کہ جسے اس انسان کامل نے وحی الٰہی کا نام دیا جو آج تک صدیاں گزرنے کے باوجود اور تاقیامت من وعن اسی صورت میں آواز کے اعتبار، سے حروف کے اعتبار سے،

آیات کے اعتبار، سے حتیٰ کہ زیر زبر کے لحاظ سے ہر قسم کے سقم سے محفوظ ہے، اور رہے گی۔ اس انسان کامل کا علم انسانی تہذیب و تمدن کیلئے، نظام حکومت، سیاست، معیشت، معاشرت، اخلاق اور نظام عصمت و عفت کیلئے اس علم و آگہی کے دور میں بھی اسی طرح روشن دلیل ہے۔ کوئی بھی ایک شوشہ برابر اسکے مقابل نہ لاسکا۔ اور نہ ہی اس میں نقص و کمی نکال سکا۔ اور نہ ہی اسکی محفوظیت پر حرف آسکا۔ بعینہٖ وہ اپنی آواز، الفاظ، آیات و احکامات میں موجود ہے اور موجود رہیگا۔

یہ اسکے پیرؤں کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ کہ جسے آج تک نہ کوئی چیلنج کرسکا اور نہ کریگا۔ اسی طرح اسکے متبعین نے اس ذات بابرکت کے ایک ایک عمل کو، ایک ایک ارشاد کو اور تمام تر اعمال کو کہ جن پر سکوت اختیار فرمایا۔ انتہائی، کوشش، سعی بلیغ اور جدو جہد کے ساتھ نہایت ہی منظم طریقے پر جمع کیا۔ اور دنیائے عامہ کیلئے ایک نیا علم پیش کیا۔ جسکا نام " علم الحدیث " ہے۔ یہ علم اللہ جل شانہ کی وحی الٰہی کی مکمل و اکمل اور عملاً" تشریح و توضیح ہے۔ گویا کہ مبہمات قرآنی کی وضاحت ہے۔ قرآن حکیم کے تمام تر مجمل احکامات کی تفصیل ہے۔ اور وہ تمام احکامات جن پر خفی ہونے کا اطلاق ہے۔ اسکا اظہار ہے۔ اور کنایات قرآنی کیلئے تصریح ہے۔ جسکے بغیر اختلافات کا فیصلہ اور مرادات خداوندی کے تعین کی کوئی صورت نہیں۔ لہٰذا قرآن مجید کی ہر آیت کریمہ کی تشریح و تفسیر علم الحدیث بیان کرتا ہے۔ اسی لیئے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم وحی جلی ہے۔ اور حدیث وحی خفی ہے۔ قرآن وحی متلو ہے۔ تو حدیث وحی غیر متلو گویا علم الحدیث اس اعتبار سے مثل قرآن ہی ہے۔

اس علم کیلئے اصول و ضوابط وضع کیے۔ گئے، تنقید، جرح و تعدیل کے قواعد مرتب کیئے۔ فن اسماء الرجال کی بنیاد رکھی گئی۔ قیاس و اجتہاد کی راہیں متعین ہوئیں۔ الغرض علم الحدیث یقینی و حجت ہونے کیلئے جتنے بھی مناسب اور ضروری علوم تھے۔ انھیں وضع کیا گیا۔ تاکہ اس شخصیت کی زندگی یقین کامل، صداقت، عدل و انصاف، اخلاق و اعمال کی ایک روشن و تابناک دلیل و برہان ہو۔ آپ کے متبعین جنھوں نے اس مقصد کیلئے انتہائی کاوش اور جدو جہد کی۔ ان کا نام صحابہ، صحابیات، تابعین، تابعیات، تبع تابعین تبع تابعیات اور علمائے محققین مشہور ہوا۔ اور آج تک دنیائے علم میں تحقیق

وتدقیق کا یہی طریقہ رائج ہے۔ کسی کی ہمت وجرات نہیں۔ کہ وہ اپنی کم مائیگی علم کی بنا۔ پر علم الحدیث میں کسی قسم کی افراط و تفریط پیدا کر سکے۔ علمائے محققین نے اپنی فکری اور عملی قوتوں سے ان علوم کی حفاظت کی اور ذرہ برابر بھی تغیر وتبدل، ترمیم و تنسیخ، خلل ورخنہ اندازی یا مبہم وغلط تاویلات کو برداشت نہ کیا۔ بلکہ اسکی مضبوط ترین حجت وبرہان اپنے فطری غور اور طبعی قوت ہی سے ہر تغیر کے خطرہ کو حرف غلط کیطرح مٹاتی رہی۔ جسطرح قرآن حکیم کے وحی الٰہی ہونے میں اب کسی قسم کا کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہا۔ اسی طرح ان عظیم اور نامور ہستیوں کی سعی پیہم کی بدولت علم الحدیث کو ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر وبرتر کر دیا ہے۔ یقین و پختگی کیساتھ علم وعرفان کی روشنی میں اس علم کو اپنے نقطہ۔ عروج تک پہنچایا۔

علم الحدیث کی تدوین، ترویج واشاعت میں جو کوشش، سعی اور جدو جہد مرد حضرات نے کی۔ اسی طرح نامور خواتین نے بھی نہایت جانفشانی ومحنت شاقہ سے اس علم کے حصول، تدوین اور ترویج میں حصہ لیا۔ بلکہ مجتہدانہ انداز میں بعض مواقع میں بڑے بڑے اکابرین پر تعصب، تنقید اور جرح بھی کی۔ اور آج بھی خواتین اسلام اسی تلاش، تحقیق تفحص کے ساتھ علم الحدیث سے متعلقہ علوم پر دسترس حاصل کر رہی ہیں۔ دراصل محدث خواتین کی مرویات ایک نادر اور مستند ماخذ ہیں۔ ان کا تجر علمی، بصیرت وفراست علوم اور مجتہدات عصر حاضر کی مسلمان عورت کیلئے ایک کامل اور اکمل نمونہ ہے۔ انکی عملی زندگی سے ہم اس دعوے کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ کہ اسلام نے حقوق نسواں کا مکمل تحفظ کر کے عورتوں پر احسان عظیم کیا ہے۔ مسلمان عورت نسوانیت کے دائرے میں رہ کر وہ تمام کارہائے نمایاں انجام دے سکتی ہے۔ جو ایک مرد اپنی حیثیت میں انجام دیتا ہے۔

جیسا کہ سید سلیمان ندوی تحریر کرتے ہیں۔

"جنس نسواں پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انھوں نے دنیا کو یہ بتا دیا۔ کہ عورت بحیثیت عورت کے بھی علمی، مذہبی، اجتماعی، سیاسی، اور عام دنیاوی فرائض اور خدمات کے انجام دینے میں مردوں کے دوش بدوش ہے۔ آپ کا وجود اسلام میں عورتوں کے حقوق کے ثبوت کیلئے ایک دلیل ہے۔ اسلام نے عورتوں کو جو رتبہ اور مقام بخشا اور انکی گزشتہ پست

حالات کو جس حد تک بلند کیا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ کی زندگی کی تاریخ اسکی عملی تفسیر ہے۔

میں اپنی بساط علمی کے مطابق اس ضمن میں ایک ریسرچ کی ابتدا کر چکی ہوں۔ جو پہلی صدی ہجری سے لیکر تا ایں دور ان محدثات کی گرانمایہ خدمات جلیلہ سے متعلق ہے۔ تاکہ وہ علم جو آج تک کم یاب رہا اسکی بازیابی ممکن ہو سکے۔ لہذا صاحبان علم کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے۔ کہ اس سلسلے میں وہ جو معلومات بھی رکھتے ہوں۔ پندرہ روزہ "الحسن" کی وساطت سے میری ہر ممکن رہنمائی فرمائیں۔ میں نے اس ریسرچ میں حروف تہجی کے اعتبار سے اسماء ذکر کیئے ہیں۔ نیز محدثات کی زندگی کے صرف اسی گوشے پر روشنی ڈالی ہے جو علم الحدیث سے متعلق ہے۔ اگرچہ اسکے سوا بھی یہ شخصیات دوسرے علوم وفنون میں ید طولیٰ رکھتی ہیں۔ (جاری ہے)

قطعہ

از
حضرت آقا سید شریف حسین شاکر بغدادی

حضورِ غوثِ معظّم کے آستان کا سگ
حضورِ خواجۂ ہند الولی کے در کا غلام
یہ خاکسارِ خلائق، یہ شاکرِ مہجور
مدام بھیجتا ہے آپ پر درود و سلام

استفسار مع الجواب

مفتی خلیل الرحمان نقشبندی

ترجمہ:-

اس جگہ یہ سمجھنا چاہئے کہ غیر سے اس طرح استعانت حرام ہے کہ اعتماد اس غیر پر ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ جانے اور اگر توجہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب ہو اور اسے اللہ کی امداد کا مظہر جانے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانہ۔ اسباب پر نظر کرتے ہوتے اسے غیر سے ظاہری استعانت کرے تو یہ راہ معرفت سے دور نہ ہوگا اور شریعت میں جائز اور روا ہے اس قسم کی استعانت انبیاء۔ اولیاء۔ نے غیر سے کی ہے در حقیقت یہ استعانت غیر سے نہیں بلکہ اللہ ہی سے ہے۔ قرآن کریم و احادیث شریف کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام و صحابہ رضی اللہ عنہم نے بوقت ضروری مخلوق خدا سے مدد طلب کی ہے چند آیات کریمہ ملاحظہ ہوں۔

()۱یا ایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسیٰ ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ الآیہ پ ۲۸ القرآن،

ترجمہ:-

اے ایمان والو! دین خدا کے مددگار ہو جاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں حواری بولے ہم دین خدا کے مددگار ہیں

اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں سے اپنے دین کی مدد طلب کی ہے، اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے مدد طلب کی ہے بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام نصرتیں بلاواسطہ نازل فرما دیتا لیکن اس کی عادت کریمہ جاری ہے کہ اس نے کارخانہ۔ قدرت کا نظام مختلف اسباب اور وسائل سے وابستہ کر رکھا ہے اس کا اس آیت شریف میں اظہار ہے،

()۲ یا ایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم، پ ۲۶ سورۃ محمد۔ القرآن

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا

اس آیت شریف میں وہ کارساز بے نیاز مومنوں سے دین کی مدد طلب فرماتے ہے،

(۳) قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم۔ پ ۱۳ سورۃ یوسف القرآن

ترجمہ:۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کردے بے شک میں حفاظت کرنے والا علم والا ہوں۔

غور کیجئے کہ یوسف علیہ السلام نے زمین کے خزانوں پر تقرر کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کی بلکہ بادشاہ وقت کو کہا کون کہہ سکتا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جرم کیا۔ العیاذ باللہ

(۴) قال یاایھا الملاء ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین، پ ۱۱ سورۃ نمل القرآن،

ترجمہ:۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا (بلقیس) تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو۔

ان آیات شریفہ سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بوقت ضرورت مخلوق خدا سے مدد طلب کی ہے۔ کیا ان خود ساختہ نام نہاد مولویوں کو یہ آیات نظر نہیں آتیں،

حدیث شریف:۔ عن ربیعۃ بن کعب قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتیتہ بوضوئہ و حاجتہ فقال لی سل الخ۔ الحدیث رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف ص ۸۴

ترجمہ:۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گزارا کرتا تھا میں نے آپ کی خدمت میں وضو کا پانی اور دیگر ضروریات کی چیزیں پیش کیں تو آپ نے فرمایا مانگ میں نے عرض کیا میں آپ سے۔ جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور کچھ میں نے پھر عرض کی کہ میری مراد صرف یہی ہے حضور صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو میری امداد کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے

خود غور کیجئے کہ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی دلی مراد پیش کر رہے ہیں۔ جواباً انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم منع نہیں فرماتے کہ تو جنت مجھ سے کیوں مانگ رہا ہے خدا سے مانگو،

حضرت ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں۔

ویوخذ من اطلاقہ علیہ السلام الامر بالسوال ان اللہ تعالیٰ مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق (الی ان قال) و ذکر ابن سبع فی خصائصہ وغیرہ ان اللہ تعالیٰ اقطعہ ارض الجنۃ یعطی منھا ماشاء لمن شاء المرقات جلد۲ ص ۳۲۳

ترجمہ:۔ یعنی نبی علیہ السلام نے مطلق فرمایا کہ مانگ کسی چیز کی تخصیص نہیں کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی ہے وہ حق کے خزانوں میں جو چاہیں دیں حضرت ملا علی قاری آگے چل کر فرماتے ہیں ابن سبع وغیرہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی زمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جاگیر کر دی ہے اس میں سے جنتی چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔

اب چند صحابہ کرام کے مروی روایات ملاحظہ ہوں،

حدیث شریف:۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کماما ت رجلا ابدل اللہ تعالیٰ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث و ینصر بھم علی الاعداء ینصرف عن اھل الشام العذاب، مشکواۃ شریف ص ۵۸۲

ترجمہ:۔

ابدال شام ہی میں ہوں گے اور یہ چالیس مرد ہیں ان میں سے ایک جب فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا مقرر فرما دیتا ہے ان کی برکت سے بارش برسائی جاتی ہے ان کے وسیلے سے دشمنوں پر

مدد طلب کی جائے گی اور ان کی بدولت اہل شام سے عذاب دفع کیا جائے گا۔

حضرت امیہ بن خالد رضی اللہ عنہ راوی ہیں،

انہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کان یستفتح بصعالیک المہاجرین - رواہ فی شرح السنۃ

مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۷

ترجمہ:-

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فقراء مہاجرین کے وسیلے سے فتح و نصرت کی دعا مانگا کرتے تھے۔

حضرت ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں

وقال ابن الملک بان یقول اللھم انصر نا علی الاعداء الحق عبادک الفقرا المہاجرین -

مرقاۃ المفاتیح جلد ۱۰ ص ۱۳

ترجمہ:-

اور کہا ابن الملک نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرماتے یا اللہ تو ہمیں دشمنوں پر فقراء مہاجرین کی برکت سے فتح و نصرت عطا فرما۔

انوار الانتباہ (ص ۴۰) پر اس حدیث شریف کی یوں وضاحت فرمائی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ فقراء و مہاجرین کا وسیلہ پیش کرنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ وسیلے کے محتاج ہیں بلکہ شکستہ خاطر ستم رسیدہ صحابہ مہاجرین کی عزت افزائی ہے اور امت مسلمہ کو یہ بتانا ہے کہ بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے وقت میرے غلاموں کا وسیلہ بھی پیش کر سکتے ہو۔

سبحان اللہ جس ذات اقدس کے غلاموں سے توسل کیا جا سکتا ہے خود اس ذات مکرم سے توسل کیوں جائز نہ ہو گا۔

اس گفتگو سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ بارگاہ الٰہی میں نہ یہ کہ صرف اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے بلکہ مقبول الٰہی صالحین کا وسیلہ بھی پیش کرنا جائز ہے۔ الحمد للہ حمداً کثیراً

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

لما اقترف آدم علیہ السلام الخطیئتہ قال یا رب اسئلک بحق محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لم غفرت لی فقال اللہ یا آدم، وکیف عرفت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ولم اخلقہ (الی ان) لولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ماخلقتک۔ الحدیث بطولہ، تفسیر روح البیان، المستدرک کتاب التاریخ جلد ۲ ص ۶۱۵

ترجمہ:۔

جب آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے دعا مانگی اے میرے رب میں تجھ سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگتا ہوں کہ میری مغفرت فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تم نے محمد صلی اللہ وآلہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ان کو ابھی پیدا بھی نہیں کیا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے رب جب تو نے میرا جسم اپنے دست قدرت سے بنایا اور میرے اندر روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ عرش کے پایوں پر (لا الہ اللہ محمد رسول اللہ) لکھا ہوا ہے تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس ہستی کا نام لکھا ہوا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا آدم تو نے سچ کہا وہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے تم نے ان کے وسیلے سے دعا مانگی تو میں نے قبول کر لی اور میں نے تمہاری مغفرت فرما دی اور اے آدم علیہ السلام اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا اس حدیث شریف کی سند صحیح ہے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے ہمارے آقا و مولیٰ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کانت یہود تقاتل غطفان فلما التقو اھزمت یہود خیبر فعاذت الیہود بہذا الدعاء الہم انا نسئلک بحق محمد النبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجہ لنا فی آخر الزمان الانصر تنا علیہم فہزمو اغطفان فلما بعث رسول اللہ علیہ وسلم کفرو ابہ فانزل اللہ عزوجل (وکانوا من قبل یستفتحون بہ علی الذین کفروا۔ الجامع الفرید ص ۳۹۳)

ترجمہ:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیبر کے۔ یہودی قبیلہ غطفان کے ساتھ ہمیشہ حالت جنگ میں رہتے تھے ایک مقابلہ میں۔ یہودی شکست کھا گئے تو انہوں نے یہ دعا مانگی اے اللہ ہم تجھ سے نبی امی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل دعا مانگتے ہیں جنہیں تو نے آخری زمانے میں ہمارے پاس بھیجنے کا وعدہ کیا ہے تو غطفان پر ہمیں فتح و نصرت عطا فرما چنانچہ غطفان کو شکست ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوتے تو انہوں نے آپ کا انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وکانوا من قبل الخ الآیتہ، جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم عطا فرمائی ہو وہ توسل استعانت رسول سے کیسے انکار کر سکتا ہے الا من اضلہ اللہ من الھدیٰ وہی انکار کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ اور ہدایت سے دور کر دیا ہو اور یہی علامہ ابن قیم لکھتے ہیں

لاسبیل الی السعادتہ والفلاح لافی الدنیا ولافی الآخرتہ الا علی ایدی الرسل ولاینال رضاء اللہ تعالیٰ البتتہ الا علی ایدیہم زاد المعاد جلد ا ص ۲۸

ترجمہ:-

دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح رسولان گرامی کے ہاتھوں ہی مل سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی انہی کی بدولت میسر آسکتی ہے

حضرت امام بخاری راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارش کے لئے دعا اس طرح مانگا کرتے تھے

عن انس رضی اللہ عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان اذا قحطو استسقیٰ بالعباس رضی اللہ عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فسقینا وانا نتوسل الیک بعم بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فاسقنا سال فیسقون صحیح البخاری جلد ا ص ۱۳۷

ترجمہ:-

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہو جاتے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے اور عرض کرتے بار الہ ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محترم چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو ہمیں سیراب فرما تو انہیں بارش عطا کر دی جاتی انتباہ ابن تیمیہ اور انکے مقلدین کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پیش کیا اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وصال کے بعد توسل جائز نہیں یہ۔ بہت بڑا کھلا ہوا مغالطہ ہے اور بے اصل ہے انوار الانتباہ۔ ص ۵۶

وضاحت ابن تیمیہ کا خیال۔ خیال ہی ہے جو مبنی بر فساد ہے اور حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کی ناپاک جسارت ہے حاشا وکلا جس امتی کے دل میں اپنے پیارے آقا کے ساتھ تمام مخلوق سے زیادہ محبت نہ ہو وہ امتی کہلانے کا مستحق ہی نہیں

شعر،

جس دل میں محمد کی محبت نہیں ہوتی
اس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی
میرا یہ عقیدہ ہے اگر ذکر خدا میں
یہ نام نہ شامل ہو عبادت نہیں ہوتی

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

آل النبی ذریعتی وہم الیہ وسیلتی از جوبہم اعطی نمداً بیدالیمین صحیفتی (صواعق محرقہ ص۔۱۸۰)

ترجمہ:-

آل نبی میرا ذریعہ ہے اور اللہ کی طرف میرا وسیلہ ہے مجھے امید ہے کہ انکے وسیلے سے مجھے قیامت کے دن نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ آداب السفر میں فرماتے ہیں

ویدخل فی جملتہ زیارۃ قبور الانبیاء علیہم السلام وزیارۃ قبور الصحابتہ والتابعین

وسائر والعلماء والاولیاء وکل من یتبرک بمشاهدتہ فی حیاتہ یتبرک بزیارتہ بعد وفاتہ
ویجوز شد الرحال لہذا الغرض احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۳۷

ترجمہ:-

سفر کی دوسری قسم میں انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام صحابہ عظام تابعین ذوی الاعلام اور دیگر علماء واولیاء رحمہم اللہ کے مزارات کی زیارت بھی داخل ہے زندگی میں جس کی زیارت سے برکت حاصل کی جا سکتی ہے وفات کے بعد بھی اسکے زیارت سے برکت حاصل کی جا سکتی ہے اور اسکے لئے سفر کرنا شرعاً جائز ہے

امام ابن الحاج نے انبیاء کرام علیہم السلام اولیاء عظام خصوصاً حضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل اور استغاثہ کا طریقہ شرح وبسط سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں،

وکذلک یدعو عندہذہ القبور عند نازلتہ نزلتہ بہ او بالمسلمین ویتضرع الی اللہ تعالیٰ فی زوالہا وکشفہا عنہ وعنہم امام ابن الحاج المدخل جلد ۱ ص ۲۳۸

ترجمہ:-

اس طرح ان قبور کے پاس جاکر دعا کرے جب زائر پر یا مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑائے کہ اس مصیبت کو زائر اور مسلمانوں سے دور فرماوے آگے چل کر فرماتے ہیں

ثم یتوسل باہل تلک المقابر اعنی بالصالحین منہم فی قضاء حوائجہ ومغفرتہ وذنوبہ ثم یدعو لنفسہ ولوالدیہ ولمشائخہ ولاقاربہ ولاہل تلک المقابر ولاموات المسلمین الخ بطولہ المدخل جلد ۱ ص ۲۴۹

ترجمہ:-

پھر اپنی حاجتوں کے بر آنے اور گناہوں کی مغفرت کے لئے اولیاء کرام کا وسیلہ پیش کرے پھر اپنے لئے والدین کے لئے اور مشائخ واقربا کے لئے ان اہل قبور کے لئے اور زندہ ومردہ عام مسلمانوں اور قیامت تک آنے والی ان کی اولادوں کے لئے اور جو بھائی غائب ہیں ان سب کے لئے دعا کرے اور ان اولیاء کرام کے پاس کھڑا ہو کر عاجزانہ بارگاہ الٰہی میں دعا کرے اور کثرت سے انکا وسیلہ پیش

کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکو منتخب فرمالیا ہے اور انہیں شرافت و کرامت سے نوازا ہے جس طرح دنیا میں انکے ذریعہ سے نفع عطا فرمایا ہے آخرت میں اس سے زیادہ نفع ہے جو شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے تو وہ ان حضرات کے پاس جائے اور انکا وسیلہ پیش کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اسکی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں شریعت میں ثابت اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کتنی عزت افزائی فرماتا ہے اور بکثرت ہے اور مشہور ہے علماء مشرق و مغرب کا عظیم اکابر مزارات اولیاء سے برکت حاصل کرتے رہتے ہیں اور کرتے آتے ہیں اور حسی اور معنوی طور پر اسکی برکت پاتے رہے ہیں جو اہل بصائر سے مخفی نہیں

یہی امام ابن الحاج آگے جا کر شیخ امام ابو عبداللہ بن نعمان کا ارشاد نقل فرماتے ہیں

تحقیق لذوی البصائر والاعتبار ان زیارۃ قبور الصالحین محبوبتہ الاجل التبرک مع الاعتبار فان برکۃ الصالحین جاریتہ بعد مماتہم کما کانت فی حیاتہم والدعاء عند قبور الصالحین واتشنفع بہم معمول بہ عند علمائنا المحققین من ائمتہ الدین المدخل جلد اص ۲۵۰

ترجمہ:-

ارباب بصیرت واعتبار کے نزدیک ثابت ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کی زیارت برکت اور عبرت حاصل کرنے کے لئے محبوب ہے کیونکہ اولیاء کی برکت انکی ظاہری زندگی کی طرح وصال کے بعد بھی جاری ہے اولیاء کرام کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور انکو وسیلہ بنانا ہمارے علماء محققین عائمہ دین کا معمول ہے جس سے انکار سخت دشوار ہے

امام ابن الحاج انبیاء مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے مزارات پر حاضری دینے کے بارے میں فرماتے ہیں

واما عظیم جناب الانبیاء والرسل صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین فیاتی الیہم الزائر (الی ان قال) ثم یتوسل الی اللہ تعالیٰ بہم فی قضائہ حاجتہ ومار بہ ومغرتہ دنوبہ ویستغیث بہم ویطلب حوائجہ منہم و۔یجزم الاجابتہ ببر کتہم ویقوی حسن ظنہ فی ذلک بانہم

باب اللہ المفتوح المدخل جلد ا ص ۱۵۲

ترجمہ:-

انبیاء رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظیم بارگاہ میں زائر حاضر ہو اور پر لازم ہے کہ دور دراز سے انکا قصد کرے پھر اپنی حاجتوں کے بر آنے اور گناہوں کی مغفرت کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء کرام کا وسیلہ پیش کرے الخ،

مندرجہ بالا تمام حوالوں اور بالخصوص علامہ امام ابن الحاج رحمتہ اللہ علیہ کی تصریحات سے صاف ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیاء کرام، علماء عظام اور صلحاء امت سے استمداد بالکل جائز ہے انکار و کلام نہ کرے گا اس میں مگر جو جاہل متعصب ناواقف من الدین ہے وہی کرے گا اور جو برگزیدہ ہستیوں کے فیوضات و برکات سے محروم ہے ھداہ اللہ تعالیٰ الہدی

فاضل علامہ مولانا محمد عاشق الرحمن الہ آبادی کی تالیف (حرف حقانیت) سے چند اجلہ علماء زمانہ کے کچھ اقوال ملاحظہ ہوں

خطیب بغداد مولانا عبدالکریم محمد فرماتے ہیں

فکیف یبقی مجال الانکار عن التوسل بذوات الرسل علیہم الصلوۃ والسلام فالتوسل بہم وباالاولیاء الکرام وباعمالہم الصالحۃ وباعمال نفس الداعین کل ذلک حق مشروع ولاینکرہ الاجاہل غبی انحرف عن طرق الرشد واجماع المسلمین ومار آہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن حرف حقانیت، ص ۴۱

ترجمہ:-

پس رسولان کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذوات مبارکہ سے توسل کے انکار کی گنجائش کیسے رہ جائے گی ان رسولان گرامی سے اولیاء کرام انکے اعمال صالحہ اور دعا کرنے والے کے اپنے اعمال سے توسل سب حق اور مشروع ہے اس کا انکار وہ جاہل اور غبی ہی کرے گا جو راہ ہدایت اور مسلمانوں کے اجماع سے برگشتہ ہو جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے انتہی

(جاری ہے)